۶۔ منظور

www.ilmkidunya.com

ولادت: ۱۹۱۲ء

وفات: ۱۹۵۵ء

سعادت حسن منٹو

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
گانٹھ	جڑ۔ گرہ (یہاں ہلدی کی جڑ مراد ہے)	صعوبت	مصیبت ، سختی ، تکلیف
ناک کا بانسا	دونوں نتھنوں کے بیچ کی ہڈی (ناک کی ہڈی)	مفارقت	جدائی ، علیحدگی
رَعشہ	کپکپی ، لرزہ (ایک بیماری جس میں بدن کانپتا ہے)	ٹیسیں اٹھنا	درد کرنا ، کسک ہونا (وہ درد جو زخم میں ہوتا ہے)
اکڑے ہوئے	پٹھوں کا تناو ، پٹھوں کا درد	چہرہ تمتمانا	چہرہ چمکنا / دمکنا چہرہ جگمگانا
کوٹتا رہا	مارتا رہا پیٹتا رہا	افاقہ	مرض میں کمی ، صحت شفاء
نقاہت	کمزوری ، ناتوانائی	معجزہ	کرامت ، کرشمہ
لوتھڑا	جمے ہوئے خون کا حصہ	تناؤ	کھنچاو
معین	ٹھہرایا گیا ، مقررہ	گھٹی گھٹی زندگی	تکلیف دہ زندگی ، بے کسی کی حالت

www.ilmkidunya.com

نیم مندی آنکھیں	آدھی بند آنکھیں	قنوطیت	مایوسی، زندگی کا تاریک پہلو دیکھنا
نحیف دل	کمزور دل، ضعیف دل	رجائیت	اچھے خیال رکھنا، زندگی کا دشمن پہلو دیکھنا
اعصاب	پٹھے، رگیں	چمکارتا پچکارتا	پیار کرنا، دلاسا دینا
چہکنے چہکارنے	پرندوں کی آواز، یہاں مراد خوشی میں آکر بولنا	رُندھ گئی	رُک گئی، تیز ہو گئی، اٹک گئی

مشق

سوال نمبر۱۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) اُس کے دل کی رفتار ٹھسک تھی۔

www.ilmkidunya.com

(ب) مریض کو دل کا عارضہ ہے جسے کورونری تھرمبوس کہتے ہیں۔

(ج) وہ ہوش میں تھا اور اپنے گردوپیش کا جائزہ لے سکتا تھا۔

(د) اُس نے نیم مُندی ہوئی آنکھوں سے منظور کی طرف دیکھا۔

(م) منظور کی ذات اس کی نظر میں مسیحا کا درجہ رکھتی تھی۔

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیں۔

(الف) اختر کو کس حالت میں ہسپتال لایا گیا؟

جواب: جب اختر کو ہسپتال میں داخل کیا گیا تو اس کی حالت بہت خراب تھی۔ پہلی رات اے او کسیجن پر رکھا گیا۔ جو نرس ڈیوٹی پر تھی، اس کا خیال تھا کہ یہ نیا مریض صبح سے پہلے پہلے مر جائے گا۔ اس کی نبض کی رفتار غیر یقینی تھی۔ کبھی زور زور سے پھڑپھڑاتی اور کبھی لمبے لمبے وقفوں کے بعد چلتی تھی۔

(ب) منظور کی بیماری کی وجہ کیا تھی؟

www.ilmkidunya.com

جواب: منظور ایک دن کھیل کود کو واپس آیا تو اس نے ٹھنڈے پانی سے نہا لیا جس کے باعث ایک دم اس کا نچلا دھڑ مفلوج ہو گیا۔

(ج) منظور ہسپتال سے گھر کیوں نہیں جانا چاہتا تھا؟

جواب: اختر نے جب اس سے پوچھا کہ وہ ہسپتال میں کیوں رہنا چاہتا ہے تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہاں اکیلا رہوں گا۔ ابا دکان پر جاتا ہے ماں ہمسائی کے ہاں جا کر کپڑے سیتی ہے، میں وہاں کس سے کھیلا کروں گا، کس سے باتیں کروں گا۔

(د) اختر کے خیال میں اُس کے صحت مند ہونے کی کیا وجہ تھی؟

جواب: اختر کے خیال میں اس کے صحت مند ہونے کی وجہ منظور تھا۔ منظور کی ذات اختر کی نظروں میں مسیحا کا رتبہ رکھتی تھی کہ اس نے اس کو دوبارہ زندگی عطا کی تھی اور اس کے دل و دماغ سے وہ تمام کالے بادل ہٹا دیے تھے۔ جن کے سائے میں وہ اتنی دیر تک گھٹی گھٹی زندگی بسر کرتا رہا تھا۔ اس کی قنوطیت، رجائیت میں تبدیل ہو گئی تھی،

www.ilmkidunya.com

اسے زندہ رہنے سے دلچسپی ہو گئی تھی۔ و چاہتا تھا کہ بالکل ٹھیک ہو کر ہسپتال سے نکلے اور ایک صحت مند زندگی بسر کرنی شروع کر دے۔

(ہ) ہسپتال کے اہلکاروں کا منظور سے کیسا رویہ تھا؟

جواب: منظور کو اپنے وارڈ کے ہر مریض سے دلچسپی تھی۔ اس کو معلوم تھا کس کی حالت اچھی ہے اور کس کی حالت خراب ہے، کون گیا ہے سب نرسیں اس کی بہنیں تھیں اور سب ڈاکٹر اس کے دوست۔ مریضوں میں کوئی چچا تھا، کو ماموں کوئی بھائی۔ سب اس سے پیار کرتے تھے۔

سوال نمبر3:۔ منظور کے کردار پر ایک پیراگراف لکھیں۔

جواب: منظور نو سال کا بچہ تھا۔ ہسپتال میں بیمار پڑا تھا۔ وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ فالج کی بیماری نے اس کے بدن کا نچلا دھڑ ناکارہ کر دیا تھا۔ منظور ہشاش بشاش اور ہنس مکھ چہرہ رکھنے والا ایک نوخیز لڑکا تھا جو ہر کسی کو سلام کراتا تھا، ہسپتال میں نرس کو آپا کہتا تھا اور نئے آنے والے مریضوں میں کسی کو بھائی جان اور کسی کو ماموں کہہ کر پکارتا تھا۔ وارڈ کے تمام عملے کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھتا تھا۔ نئے آنے مریضوں کا حوصلہ بڑھاتا تھا اور اُس کی جلد صحت

www.ilmkidunya.com

یابی کے لیے اللہ تعالی سے دعا کرتا تھا۔ زندگی کے آخری لمحوں تک منظور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ شدید بیماری اس کا حوصلہ پست نہ کرسکی تھی۔

سوال نمبر ۴۔ اس افسانے کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔

جواب: <u>خلاصہ</u>

منظور، نامی مختصر افسانہ سعادت حسن منٹو کا وہ شاہکار ہے جو انسان کے احساسات و جذبات کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔

اختر ابھی چھوٹا تھا کہ اس کے والدین فوت ہو گئے۔ اب اس کی عمر تیس سال تھی۔ اسے دل کا عارضہ لاحق تھا۔ اسے دل کا عارضہ لاحق تھا۔ اسے ایک دن دل کا دورہ پڑا اور ہسپتال میں بے ہوشی کی حالت میں داخل کیے گئے۔ سارا دن بے ہوش رہے۔ اسے آکسیجن پر رکھا گیا تھا۔ وہ ہسپتال کے بڑے وارڈ میں پڑا تھا، شام تک اسے چار ٹیکے لگائے جا چکے تھے۔ اب وہ ہوش میں آگیا تھا۔ اس کی آکسیجن ہٹائی گی۔ جب اختر نے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیا تو اس کے داہنے ہاتھ پر نو دس برس کا لڑکا کمبل میں لپٹا پڑا تھا۔ اختر کو اپنی طرف دیکھ کر لڑکے نے سلام کیا اور ان کی طبیعت دریافت کی۔ اس نے اختر کو تسلی دی اور کہا کہ آپ جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔

www.ilmkidunya.com

منظور ہسپتال کے تمام مریضوں، نرسوں اور ڈاکٹروں سے مانوس تھا۔ ہر ایک کے ساتھ ہنس ہنس کر بولتا تھا۔ وارڈ کے ہر مریض سے اس کی دلچسپی تھی۔ ہر ایک کی حالت پوچھتا کوئی اس کا ماموں، کوئی چچا، کوئی بھائی جان اور کوئی اس کا دوست تھا۔ منظور میں غیر معمولی کشش تھی۔ سب اس کو پیار کرتے تھے۔ ہر وقت خوش رہتا تھا اور باتیں زیارہ کرتا تھا۔ اس کا باپ درزی تھا۔ دوپہر کو پندرہ منٹ کے لیے آتا اور چلا جاتا۔ اختر دل کا مریض تھا اور زیادہ باتوں سے اس میں چڑچڑاپن زیادہ ہونے کا امکان تھا۔ لیکن منظور کی بات میں اسے اچھی لگتی تھیں۔ اختر کا خیال تھا کہ اسے جو افاقہ ہوا ہے یہ منظور کی باتوں کی بدولت ہے۔ منظور کی باتیں اسے اچھی لگتی تھیں۔ اختر کا خیال تھا کہ اسے جو افاقہ ہوا ہے یہ منظور کی باتوں کی بدولت ہے۔ منظور کا مرض بہت مہلک تھا۔ ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دیا تھا۔ وہ چند گھڑیوں کا مہمان تھا۔ اس کا نچلا دوھڑ مفلوج تھا اسے فالج ہو گیا تھا۔

منظور نے سدا خوش رہنے کا گر اپنی طویل علالت سے سیکھا تھا۔ وہ خود خوش رہتا اور وارڈ کے دوسرے مریضوں کو خوش رہنے کی تلقین کرتا تھا۔ ہسپتال میں ایک مہینے کے دوران اختر پر تین دل کے دورے پڑے تھے۔ لیکن اب اس کی حالت اچھی تھی اور خطرے سے باہر تھا۔ اختر کو معلوم تھا کہ اسے بچانے والا کوئی ڈاکٹر یا انجکشن یا دوائی نہیں بلکہ صرف منظور کی ذات ہے۔ ایک دن ڈاکٹروں نے منظور کے باپ سے کہا کہ منظور کر گھر لے جائے۔ یہ سن کر منظور کو دلی صدمہ ہوا۔ وہ ہسپتال نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ گھر میں ایسا کوئی نہ تھا جن کے ساتھ منظور باتیں کرتا اور وقت گزارتا۔ اختر بھی ان کی جدائی سے پریشان تھا۔ منظور نے اسے نئی زندگی عطا کی تھی۔ وہ اس کا محسن تھا۔ یہ

سوچتے سوچے اختر سو گیا۔ صبح دیر سے اُٹھا، منظور کی چارپائی کی طرف دیکھا تو وہ موجود نہیں تھا۔ اس نے چلا کہ ایک نرس سے پوچھا منظور کہاں ہے؟ تھوڑی دیر چپ رہنے کے بعد نرس نے گلوگیر آواز میں کہا" بے چارہ! صبح پانچ بجے مرگیا" یہ سن کر اختر نے اپنا دل پکڑ لیا۔

سوال نمبر۵۔ اس افسانے سے کم از کم ایسے پانچ جملوں کا انتخاب کریں جن میں امدادی افعال کا استعمال ہو۔

جواب:

امدادی فعل	جملے
(دینا)	اُس کے ماں باپ اس کو بچپن ہی سے داغِ مفارقت دے گے۔
(اُٹھنا)	دل میں ٹیسیں نہ اُٹھتیں تو وہ اپنی تندرستی اور بیماری میں کوئی نمایاں فرق محسوس نہ کرنا۔
(سکنا)	وہ ہوش میں تھا اور اپنے گردوپیش کا جائزہ لے سکتا تھا۔
(رکھنا)	اُس کے بدن کے بہت سے نازک اعضا جھنجوڑ کر رکھ دیے تھے۔

www.ilmkidunya.com

اُس کی آواز گلے میں رندھ گئی اور اُس نے کروٹ بدل لی۔	(لینا)
بے چارہ! صبح ساڑھے پانچ بجے مرگیا۔	(گیا)
اپنے دوستوں سے کھیلا کرنا، سکول جایا کرنا۔	(کرنا)
وہ خود اسی کی طرح چہکارنے لگا۔	(لگا)
پھر ٹو نے ٹونکوں کا سہارا لیا۔	(لیا)
لڑکے کا چہرہ اور زیادہ تمتما اُٹھا۔	(اُٹھا)

سوال نمبر۔ اعراب لگائیں: مفلوج، مجہ معین، مسی، مریض، مرنی، مانند۔

جواب:

الفاظ	اعراب کے ساتھ	الفاظ	اعراب کے ساتھ
مفلوج	مَفلُوج	مریض	مَرِیض
معجزہ	مُعجِزہ	مرض	مَرَض

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

معین	مُعَیَّن	مانند	مَانَند
مسیحا	مَسِیحَا		

سوال نمبر7۔ سرکاری ہسپتال میں داخل کسی مریض کی آپ بیتی لکھیں۔

سرکاری ہسپتال مں داخل مریض کی آپ بیتی

شام کے تقریباً بجے ایک مریضہ، جسے مرگی کا دورہ پڑا تھا، کو لاہور کی ایک سرکاری ہسپتال کے زنانہ ایمرجنسی وارڈ میں منتقل کیا گیا۔ یکے بعد دیگرے ہسپتال کے ڈاکٹرز اس کا معائنہ کرتے، انہیں لاتعداد ڈرپس لگائی جاتیں، مگر ان میں سے کوئی چیز ان کے شدید دورے کو قابو میں نہیں لا پا رہی تھی۔

انہیں ہر ایک منٹ کے وقفے کے بعد وہ روپڑا۔ وہ مریضہ میری کزن تھیں۔

میری کزن کو نیورولاجسٹ کی ضرورت تھی۔ وارڈ کے ڈاکٹرز جتنا کر سکتے تھے انہوں نے وہ سب کیا، مگر وہاں کوئی بھی اسپیشلسٹ دستیاب نہیں تھا جو ان کی ابتر حالت کے پیش نظر مناسب ادویات تجویز کر سکتا۔ ہماری ایمرجنسی طویل ہفتہ وار چھٹیوں میں واقع ہوئی تھی۔ جب ہم نے ان سے کہا کہ ہم مریضہ کو ہسپتال کے نیورو اسپیشلسٹ کو

دیکھانا چاہتے ہیں، تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ چھٹیوں کے بعد ہی دستیاب ہوں گے، بھلے ہی اس دوران کوئی ایمرجنسی کیوں کیسز ہیں کیوں نہ ہوں۔

ہسپتال میں موجود ایک جونیئر ڈاکٹر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا:

"حتیٰ کہ میں پروفیسر کو فون کرنے کی بھی اجازت نہیں۔"

اس طرح مناسب علاج کے لیے میری کزن کا سب سے طویل اور انتہائی تکلیف دہ انتظار شروع ہوا، اور ہمارا گھرانہ انہیں شدید کرب میں لاچاری سے دیکھتا رہا۔

کام کا ہفتہ شروع ہونے تک ایمرجنسی وارڈ میں موجود ڈاکٹرز میری کزن کی حالت کافی حد تک قابو میں لانے میں کامیاب رہے تھے۔ جب چھٹیاں ختم ہوئیں، تب بھی ان اسپیشلسٹ ڈاکٹر کو میری کزن کے پاس آنے کی فرصت نہ ملی؛ خود آنے کے بجائے انہوں نے اپنا جونیئر ڈاکٹر بھیج دیا۔

جب کبھی بھی اس واقعے کو یاد کرتی ہوں تو مجھے وہ درد یاد آتا ہے جو اپنے پیارے کو بیماری میں تڑپتے ہوئے دیکھنے پر محسوس ہوتا ہے۔ مجھے تکلیف میں مبتلا تمام مریض بھی یاد آتے ہیں جو اس ہسپتال میں اس اُمید سے اندر داخل ہوتے تھے کہ یہاں انہیں تھوڑا بہت قرار مل سکے گا مگر انہیں وہاں کچھ ایسا حاصل نہیں ہو پاتا۔

www.ilmkidunya.com

سوال نمبر8۔ درج ذیل پیراگراف میں مناسب مقامات پر رموزِ اوقاف لگائیں۔

دورِ حاضر میں بجلی ایک خادمہ کی حیثیت رکھتی ہے گھروں کارخانوں اور دفتروں میں ہر جگہ یہ ہماری روزمّرہ زندگی کا

لازمہ ہے بٹن دبایا ،پنکھا چل پڑا روشنی ہوگئی ہیٹر جل اُٹھا ائیر کنڈیشن نے کمرہ ٹھنڈا کردیا ریفریجریٹر میں ہر چیز یخ بستہ ہوگئی کھانا تیار ہے کپڑے دُھل گئے استری ہوگئی لفٹ نے آپ کو سینکڑوں فُٹ بلندی پر پہنچادیا غرض سوئچ دباتے ہی سب کچھ آن میں ہو جاتا ہے۔

جواب: دورِ حاضر میں بجلی ایک خادمہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔گھروں، کارخانوں اوردفتروں میں ہر جگہ یہ ہماری روزمَرہ زندگی کالازمہ ہے۔بٹن دبایا ،پنکھا چل پڑا، روشنی ہوگی، ہیٹر جل اُٹھا ایر کنڈیشن نے کمرہ ٹھنڈا کردیا، ریفریجریٹر میں ہر چیز یخ بستہ ہوگی کھانا تیار ہے، کپڑے دُھل گیے، استری ہوگی ، لفٹ نے آپ کو سینکڑوں فُٹ بلندی پر پہنچادیا غرض سوچ دباتے ہی سب کچھ آن میں ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر9۔ سبق کے مطابق جو جملے درست ہیں ان کے سامنے (✓) اور جو غلط ہیں ان کے سامنے (x)

www.ilmkidunya.com

نشان لگائیں۔

جواب: (الف)۔ اختر کے بدن پر رعشہ طاری تھا۔ ( )

(ب). اختر اور منظور ہم عمر نے۔ (X)

(ج)۔ اختر کی دعا اللہ تعالی نے قبول کی۔ (X)

(ر)۔ منظور صحت یاب ہو کر گھر چلا گیا۔ (X)

(ہ)۔ کامیاب علاج نے کی اختر کی بیماری ختم کی۔ (X)

(و)۔ منظور کی چارپائی پر ایک تین وتر اور بوڑھا پڑا تھا۔ (X)

سوال نمبر ۱۰۔ تقریبا چار سو الفاظ پر مشتمل افسانہ میں جس کا عنوان ایثار و قربانی ہو۔

<u>ایثار و قربانی</u>

اسکول جاتے ہوئے راحیلہ کو اب چھ ماہ سے زائد ہو چلے تھے۔ اپنے عمدہ اخلاق اور طنسار طبیعت کی وجہ سے بچوں اور اسٹاف میں یکساں مقبول ہو گئی۔

www.ilmkidunya.com

"بیٹی آج اسکول سے چھٹی کر لے آج موسم کچھ بہتر ہے تو بازار کا چکر لگا لیں۔ اماں میں آج کل چھٹی نہیں کر سکتی ابھی پرچے بننے ہیں پھر امتحان اس کے بعد رزلٹ۔ اچھا اچھا خیر ہو لیکن کوشش کرنا جلدی آجانا۔ اماں امتحان قریب ہیں ناں اچھا ٹھیک ہے تو ناشتہ تو دھیان سے کر اماں بس ایسے ہی گرمی میں دل نہیں کرتا۔

دل کی کیا کہیں دل آج میرا بہت ہی گھبرا رہا ہے بیٹی اللہ سب کو سلامت رکھے خیر ہو۔

دین کی آواز سنتے ہی راحیلہ نے بڑی سی چادر سے خود کو ڈھانپ لیا۔ گھر کا دروازہ پار کرتے ہی گلی پر اختتام پر دین کھڑی تھی۔ بچوں کی انہی مزے دار باتوں میں وقت گزر جاتا تھا اسکول پہنچ کر معمول کے مطابق سب کام انجام پا رہے تھے۔ مڈل کلاسز میں لگاتار تین انگریزی کلاسز کے بعد اوپر کا زینہ طے کر رہی گھڑی پر نظر ڈالی تو بریک میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ لو ابھی تو بریک میں بھی پونا گھنٹہ ہے اماں کہتی آج جلدی آجانا انہی سوچوں میں غلطاں تھی اچانک فائرنگ کی آواز پر چونک کر دیکھا تو کھیل کے میدان میں تین ڈھاٹے باندھے اسلحہ بردار نظر پڑتے ہی راحیلہ جہاں تھی قدم وہیں گڑ ے رہ گئے، استانیوں اور بچوں کی چیخ پکار مچ گئی۔۔ نہیں معلوم خوفناک حلیے کے یہی تین مرد تھے کہ اور۔ ابھی ان کے پاس واکی ٹاکی تھی جس پر ہدایات مل رہی تھی ایک نے سیدھا آگے بڑھ کر کلاسز کے اندر گھس کر بچوں کو گھیرا۔ دوسرے نے پرنسپل کے آفس کا رخ کیا تیسرا میدان میں کھڑا بس حکم جاری کر رہا تھا۔ حواس بحال ہوتے ہی راحیلہ نے چپکے سے اپنی جماعت کا رخ کیا اور دروازہ بند کرلیا۔ چوتھی کلاس کے بچے شاید ابھی مکمل صورتحال سے لاعلم

www.ilmkidunya.com

تھے۔ تب بھی خوف چہروں سے عیاں تھا۔ ہمت کرو بچو! ہم اتنی جلدی ہار نہیں مانیں گے۔ میرے ہوتے ہوئے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

مس یہ لوگ کیا ڈاکو ہیں اسکول میں کسی لیے آگئے ہیں۔ نہیں نہیں ڈاکو نہیں دہشت گرد ہیں ہمارے حوصلے توڑنے آئے ہیں ۔راحیلہ کھڑکی کھول کر دیکھا دوسری منزل کی اونچائی، اتنی زیادہ نہیں تھی۔ لیکن عمارت کے پچھواڑے کی طرف پکی گلی تھی کچھ کرنا ہی تھا اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا پہلے دروازے پر اپنا میز آگے کیا اور اس کے ساتھ بنچ جوڑ دی پھر بچیوں کے دوپٹے باندھ کر رسی بنا لی بچے سب ٹیچر کے ساتھ لگے تھے۔ ایک بنچ کھڑکی کے قریب لائی گئی ، جلدی سے پہلے صنوبر کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا وہ معصوم انکار میں سر ہلا گئی مس پہلے عائشہ کو بھیج دیں اس کو آج بخار بھی ہے اور وہ رو بھی رہی ہے، عائشہ پیچھے ہٹ گئی نہیں صنوبر میں تمہارے ساتھ ہی جاوں گی مس پہلے حماد کو اتار دیں ہم سب میں چھوٹا ہے۔ بچوں نے جلدی حماد کا بازو پکڑ کر کھڑکی پر چڑھایا دھان پان سا حماد جلدی اتر گیا لیکن یہ کیا اترتے ہی اس کا ننھی سا وجود سرخ پڑ گیا باہر بھی دہشت گردوں کا ساتھی کوئی موجود ہے۔ گولی کی آواز اور حماد کا مڑا تڑا وجود دیکھ کر کلاس سب رونے لگی۔

خود راحیلہ کی آنکھ سے آنسو بہنے لگے دروازے پر دھکے پڑنے لگے باہر جو بھی تھا چیخ کر گالیاں دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ دروازہ کھولو۔ ہلکی سی میز کی بساط ہی کیا تھی بچوں کے چہرے پہ سراسیمگی بڑھتی گئی لیکن اپنی مس کو کمزور پڑتے نہیں دیکھ سکتے تھے راحیلہ نے سب کو اپنے بازوں میں سمیٹ لیا۔ آنے والے دو نقاب پوش جن کے ہاتھوں میں

جدید کلاشکوف تھی بولے بیٹھو سارے۔ راحیلہ نے ہمت سے کہا دیکھو تم لوگ جو بھی ہو کیا چاہتے ہو یہ تو اتنے چھوٹے بچے ہیں۔

بکواس نہ کر استانی پہلے سی تیری وجہ سے اتنا وقت ضایع ہوا ہٹ جا تم لوگ دیکھو تو یہ بھی کسی کی اولاد ہیں کیا بگاڑا انہوں نے تمہارا دوسرا کسی نا مانوس سی زبان میں ساتھی سے کچھ بولا شاید اسے اردو آتی ہی نہیں تھی۔ پہلے والے نے کلاشنکوف راحیلہ کی طرف کیا اور کہا زیادہ استانی نہ بن جا فوراً ہمیں کہا گیا تھا کسی کو مارنا نہیں ہے لیکن اب تو مجبور کرے گی تو راحیلہ نے بچوں کو اپنے پیچھے چھپانے کی کوشش کی، نقاب پوش آگے بڑھا، راحیلہ پیچھے ہٹنے لگی، بچے سہم کے دیوار کے ساتھ چپک گیے، تڑتڑ گولیاں نکلنے گی، غیر زبان بولنے والے نے کلاشنکوف خالی کر دی، بچے راحیلہ کے نیچے دب گیے. راحیلہ اور بچوں کے بدن سے بہتا خون قوم کو ایثار اور قربانی کا انوکھا سبق سنا رہے تھے۔ جیسے قوم کے معمار نے مستقبل کی عمارت کی بنیاد خون سینچ کے، بڑی مضبوط اور قوی رکھ دی ہو۔۔۔۔۔۔

ایثار و قربانی

ڈاکٹر نے صفدر سے کہا کہ مبارک ہو آپ کی آنکھوں کا انتظام ہو گیا ہے۔ کل آکر ایڈمٹ ہو جایں ہم آپریشن کر دیں گے۔ دو اور تمام گھر والے اس غمزدہ ماحول میں بھی خوش ہو گیے اور انھوں نے آنے کی حامی بھی بھرلی، گرچہ کہ

www.ilmkidunya.com

ماں کے انتقال کو تین ہی دن ہوئے تھے۔ مگر وہ ماں کے پاس رہتا ہی کب تھا۔ وہ تو اپنا ایک الگ سنسار بسائے بیٹھا تھا۔

اکیلی ماں کو کرائے کے روم میں چھوڑ کر کچھ ضروریات پوری کردیتا وہ بیچاری عزت دار شریف اور پڑوس کے افراد کے ساریوں پر فال ٹاک کر اپنا گذارا کرتی تھی۔

لوگ کہتے بھی: آپا اب اس عمر میں کیوں اتنا تکلیف دیتی ہو آنکھوں کو۔۔۔۔۔۔ وہ ایک سرد آہ بھر کر کہتیں:۔

ہاں اللہ نے اس عمر میں بھی میری آنکھوں کو جوان شاید اسی لیے رکھا کہ میرا گذارا ہو جائے۔

پھر دن گذرتے رہے صفدر گاہے بگاہے ہی خیر خبر لینے آتا۔

کچھ دن پہلے ہی اس کی ماں کا طویل علالت کے بعد اسپتال میں انتقال ہو گیا۔ پوسٹ مارٹم کے بعد صفدر نے ماں کی تدفین کی۔ اور آج تیسرا دن تھا کہ اسے کسی اسپتال سے فون آیا جہاں چند ماہ پہلے اس نے آنکھ کی بینائی ضایع ہو جانے کی وجہ سے رجوع کیا تھا۔ مگر ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ "آپ کی آنکھ بالکل ضایع ہو چکی ہے آپ کی آنکھ بدلنی پڑے گی" اسی نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس نے آنکھ بک کروادی کہ جب بھی ملے آپ فون کرلیں میں پہنچ جاوں گا۔ پھر اسے فون تب آیا جب اس کی ماں کا انتقال ہو چکا۔

www.ilmkidunya.com

اسے آج ماں کی کمی بہت محسوس ہوئی۔۔۔آج اگر وہ ہوتی تو اسپتال سے واپس آنے تک اس کے لیے دعائیں کرتی رہتی پھر وہ دن بھی آگیا اور اس کا آپریشن بھی کامیاب ہو گیا۔ اس نے آپریشن کے بعد ایک بڑی رقم ڈاکٹر کے حوالے کی اور شکریہ ادا کر کے بینائی کا تحفہ لیے گھر واپس ہوا۔۔۔۔

اور پھر زندگی معمول پر آگئی۔ روزمرہ کے کام میں وہ مشغول ہو گیا۔ ایک دن اس کے آفس میں ایک شخص آیا، ملاقات کے بعد ایک لفافہ تھما کر چلا گیا۔ اپنے کیبن میں واپس آکر اس نے لفافہ کھولا تو اس میں ایک پرچہ ملا جس پر تحریر تھا اور بہت سارے کرارے نوٹ پڑے تھے۔ تحریر پڑھ کر وہ جیسے گنگ ہو گیا اس کی آنکھوں نے ضبط کا ساتھ چھوڑدیا، دل نے چلا چلا کر رونا چاہا۔۔۔ وہ غمزدہ دل لیے گھر واپس چلا گیا۔ رات بھر نیند نے آنے سے انکار کر دیا۔

وہ وقت یاد کیا اس نے جب ماں کی آنکھوں میں جلن ہو رہی تھی، انفیکشن ہو گیا تب وہ دو یا تین روز تک ماں کو لے جاتا رہا اور اس کے بعد اس نے انہیں پڑوسن کے ساتھ جانے کی تاکید کر دی اور گھر چلا گیا کیونکہ وہ مصروف رہتا تھا اور ہفتہ میں ایک بار ہی ماں سے ملنے جاتا تھا۔ پھر جب سے ماں علیل تھی یہ بھی ایک آنکھ کی بینائی سے محروم تھا، ماں کو اس کا علم تھا" مگر اس نے سوچا" اس قدر میری بے اعتنائی کے باوجود ماں میرے لیے اتنی بڑی قربانی دے گی میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اس ایک جملے

www.ilmkidunya.com

نے اسے ماں کا مقروض کر دیا تھا۔ اس کے احسانوں تلے وہ دب چکا تھا، جسے آج تک سمجھ نہی پایا تھا۔ اس جملے کی گونج اسے مسلسل ستا رہی تھی وہ تڑپ تڑپ کر رونے لگا اور اسی تحریر کو چومنے لگا جو اب آہستہ آہستہ اشکوں کی آڑ میں دھندلی نظر آ رہی تھی۔ پرچے پر لکھا تھا:

"میرے لختِ جگر صفدر کو میرے مرنے کے بعد میری آنکھ سے دی جائے اور وہ آنکھ کے لیے جو رقم ادا کرے وہ بھی اسے جوں کی توں لوٹا دی جائے ڈاکٹر صاحب کی ممنون رہوں گی۔"

(صفدر کی ماں)

اور آہستہ آہستہ وہ نیند کی وادی میں چلا گیا۔-----

جاتے جاتے بھی ماں اپنی اولاد پر قربان ہو گی ۔۔۔!

www.ilmkidunya.com